وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ

اللّٰہ

كُلُّ مَا فِي الْكَوْنِ وَهْمٌ أَوْ خَيَالٌ — أَوْ عُكُوسٌ فِي مَرَايَا أَوْ ظِلَالٌ

سنو آتی ہے ہر طرف سے صدا — کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا

خزینۂ معرفت

مطرب

المسمّٰی بہ

تذکرہ عاشقِ ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ

مؤلفہ

صوفی محمد ابراہیم قصوری

پروگریسو بکس

۴۰-بی اردو بازار ○ لاہور

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

نحمدک و نصلی علیٰ حبیبک الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ۝

خزینۂ معرفت

المسمّٰی بہ

تذکرۂ عاشقِ ربانی شیرِ یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اسکی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد ﷺ کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ حالات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالمِ باعمل مجسمۂ ہدایت چشمۂ ولایت غوث ربانی جنید زمانی شیر یزدانی محی الملت والدین حضرت مولینا مولوی قبلہ و کعبہ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہٗ قدس سرہٗ العزیز

مؤلفہ

عالمِ لدنی واقفِ حقیقت ماہرِ طریقت یارِ غار حضرت مولینا و مرشدنا قبلہ میانصاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ حضرت مولینا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی مدظلہ العالی سلمہ اللہ تعالیٰ

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

ربیع الاول

سنہ ۱۳۵۰ھ

120 روپے

مثالی صورت میں حج ادا کرنا

میاں محمد موسکنہ ہرچو کی علاقہ چونیاں بیان کرتے ہیں۔ کہ کہ مولوی یار محمد صاحبؒ حضرت میاںصاحب علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اول نے بیان کیا تھا۔ کہ میاں غلام یٰسین صاحب فیض پوری نے ذکر کیا۔ کہ میں اور میاں عبدالغفور رحمان پوری دونو حج بیت اللہ شریف کو تیار ہوئے۔ اور جانے سے پہلے حضرت میاںصاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ برائے حج آپ بھی ہمراہ تشریف لے چلیں۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ تم چلو۔ خدا کا حکم ہوا۔ تو میں بھی پہنچ جاؤنگا۔ ہم دونو اجازت لے کر روانہ ہوئے۔ جب عرفات کے میدان کے قریب پہنچے۔ تو فجر کی نماز میں اپنے دونو کے درمیان میں حضرت میاں علیہ الرحمۃ کو وہاں موجود پایا پھر بعد نماز دیکھا۔ تو آپ وہاں موجود نہیں تھے۔ جب حج سے واپس آئے۔ تو پہلے شرقپور شریف آپ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کا نیاز حاصل کرکے دوسرے شرقپوری یاروں سے دریافت کیا۔ کہ آپ حج کو تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ آپ جمعہ وجماعت ہر روز یہاں خود ہی کراتے رہے۔ اور کمترین نے حلفاً عرض کی۔ کہ ہم نے آپ کو عرفات میں دیکھا ہے۔ اگر ہم جھوٹ کہتے ہیں۔ تو خدا ہم کو پکڑے۔

بندہ (مولف) عرض کرتا ہے۔ کہ یہ مثالی[1] صورت ہے۔ نہ کہ عین۔ اس قسم کے تذکرے پہلے بزرگوں کے بھی کئی ایک ملتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت لوگ آیا کرتے تھے۔ اور عرض کرتے۔ کہ ہم نے آپکو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا۔ کہ میں نے آپ کو بغداد شریف میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جتلاتے لیکن والد صاحب رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ یارو میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا۔ تم کہتے ہو۔ کہ ہمنے فلاں شہر میں دیکھا ہے۔ اور آشنا بنتے ہو۔ اور کس قسم کی تہمت مجھ پر لگاتے ہو۔

میاں قادر بخش صاحب للیانی والے کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ بھادوں کے دنوں میں میرا ارادہ شرقپور شریف جانے کا ہوا۔ میاں میراں بخش بھی میرے ہمراہ تیار ہوگیا۔ ہم دونو براستہ لاہور شاہ پور کی طرف روانہ ہوئے۔ کشتی پر سوار ہوکر دریا سے پار ہوگئے۔ آگے ایک نالہ دریا کے چڑھاؤ کی وجہ چل رہا تھا۔ اور اس میں پانی بھی تیرنے والا تھا۔ میں تو تیرنا جانتا تھا مگر میرا ہمراہی بالکل تیراک نہ تھا۔ اس لئے لاچار ہم دونو واپس اپنے گاؤں کو لوٹے۔ اور خیال کیا۔ کہ جسوقت چڑھاؤ کم ہوگا اس وقت ہم پھر آجائیں گے۔ جس وقت ہم دونو موضع بوندگڑھی کے نزدیک آئے۔ تو ایک شخص دکن کی طرف سے آواز دے رہا ہے۔ کہ آؤ شرقپور شریف جانے والو۔ ادہر پانی تھوڑا ہے۔ آؤ ادھر کے نالے سے پار گذار دیں۔ جس وقت ہم اس جگہ کے قریب پہنچے۔ تو وہاں نالہ عبور کرتے پانی پنڈلی تک آیا۔ پھر وہ صاحب فرمانے لگے۔ چلو ایک نالہ آگے

[1] مثالی صورت میں عبادات وغیرہ امور میں ظہور بھی ایک بلند منصب کی حقیقت رکھتا ہے۔ تمام ولی اللہ اس میں شرکت نہیں رکھتے۔ اور رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ کا حکم قرآن شریف میں موجود ہے

اور ہے۔ جو موضع ہتم کے نزدیک ہے۔ وہ بھی تم کو گذار آویں۔ جس وقت اُس سے بھی پار ہو گئے۔ پھر اس شخص نے فرمایا۔ بس اب یہ راستہ شہر قصور شریف کو جاتا ہے۔ میں نے اِدہر جانا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے کہا۔ کہ آپ جائیے۔ یہ راستہ مجھے معلوم ہے۔ موضع ہتم کے نزدیک ایک کنواں ہے۔ وہاں ہم دونو نے بیٹھکر پانی پیا۔ اور وضو کرکے نماز ظہر پڑہی۔ عصر کے وقت ہم شہر قصور شریف پہنچے۔ وہاں پہنچکر میرے ہمراہی نے کہا۔ آؤ بڑی بہوک لگی ہے۔ بازار سے روٹی کھالیں میں نے کہا۔ پہلے حضور کو مل لیں۔ پیچھے دیکھا جائیگا۔ پھر ہم نے نماز عصر حضور کی مسجد میں جاکر پڑہی۔ بعد میں ہم آپ کی خدمت میں بیٹھک پر حاضر ہوئے۔ جس وقت آپکے درِ دولت پر پہنچے۔ حضور بیٹھک کے دروازے پر ہی قیام فرما تھے۔ آپ دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ کیا تم واپس جانے لگے تھے۔ ہم لائے[۱] کہ نہ لائے"۔ اور فرمایا۔ اندر چلو۔ ہم بیٹھک کے اندر جاکر بیٹھ گئے۔ آپ گہر تشریف لے گئے۔ اپنے گہر کیطرف سے بیٹھک والا دریچہ کھول دیا۔ اور کھانا رکھ دیا۔ اور بیٹھک میں آکر فرمانے لگے۔ ہاتھ دہوکر کہانا کھالو۔ جس وقت آپ کھانا کھِلانے لگے۔ تو آپ فرمانے لگے۔ بازار میں کھانا کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ سبحان اللہ

بندہ رمولف، کہتا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک وقت میں اولیا اللہ متفرق مکانوں میں جاسکتے ہیں۔

کتاب ذخیرۃ الملوک میں دیکھو۔ حضرت خواجہ علی ہمدانی رح کو خلیفہ وقت (یعنی امیر تیمور) نے کہا۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا جاتا ہے۔ تو آپکی ذات پاک م درود شریف پڑہنے والے کو دس دفعہ درود بھیجتی ہیں۔ یہ معاملہ میری سمجھہ میں نہیں آتا۔ کہاں تک صحیح ہے؟ آپنے فرمایا۔ کہ آج ہی شام کے بعد جواب دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ! چنانچہ آپ نے اپنے مکان میں بوقت عصر اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔ اگر کسی شخص کی یہ خواہش ہو۔ کہ مجھے اور بادشاہ کو کھانا کھلائے۔ تو اجازت عام ہے۔ مگر اس میں دو شرطیں ہونگی۔ ایک تو گھر میں جو کچھ پک چکا ہو۔ وہی رہنے دے۔ دوسرا بعد از فراغت نماز شام کے تم سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔ ان میں سے جو شخص سب سے پہلے آئیگا۔ اس کے ساتھ ہم چلیں گے۔ لکھا ہے۔ کہ چالیس[۴۰] آدمیوں نے دعوت کی درخواست کی۔ جو سب کی منظور فرمائی گئی۔ حسب اقرار شام کو سب اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک بوڑہا اور غریب آحاضر ہوا۔ اور حضرت خواجہ صاحبؒ اور امیر تیمور کو ہمراہ لے کر اپنے گھر لے گیا۔ اور انہوں نے ماحضر کھانا تناول فرمایا۔ اور وہاں بیٹھکر ایک غزل بھی لکھی۔ بعد فراغت آپ امیر تیمور کے ہمراہ مسجد میں تشریف

---

[۱] جو لوگ ایسے امورات کو اتفاقیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ انکو آپکے اُن الفاظ پر غور کرنا چاہیئے "ہم لائے کہ نہ لائے"۔ کتنے زوردار الفاظ ہیں۔ اپنا تعرف کا اور طلب فرمایا۔ اور روحانی استعداد۔ یا عباد اللہ اعینونی۔ کی زندہ مثال جو اب پیش کر دکھائی۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ولی اللہ اور عارف ربانی کا دل آئینہ جہاں نما ہوتا ہے۔ جس سے پہلے تو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ وہ لوگ آرہے ہیں۔ اس کے بعد روحانی تصرف نے اپنا تصرف کر دکھایا۔ جو دیکھا۔

لائے۔ اور عشا کی نماز کے واسطے تمام لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ ہر ایک شخص اس بات پر ناز کر رہا تھا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب اور بادشاہ نے آج میرے ہاں کھانا کھایا۔ اور وہاں بیٹھکر آپ نے ایک غزل بھی لکھی ہے۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ حاضرین مسجد کا باہم ردّ و قدح شروع ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب نے امیر تیمور کو فرمایا۔ کہ تم دریافت کرو۔ کہ یہ کیا چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ امیر تیمور نے لوگوں سے دریافت کرکے آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا اے تیمور! یہ عاجز اس محبوب ربّ العالمین کی درگاہ کا ادنیٰ غلام تو بجائے خود رہا۔ اس دروازہ کا کتا ہوں۔ اُن کی نظرِ عنائت سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت عنائت فرمائی ہے۔ کہ آنِ واحد میں تم کو ساتھ لے کر چالیس گھروں سے کھانا کھا سکتا ہوں۔ تو کیا ذات پاک صلعم آنِ واحد میں سب کے درود اور سلام کے جواب نہیں دے سکتے۔

(مولف) حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ہر قبر میں سوال منکر نکیر کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور فرشتے سوال کرتے ہیں۔ کہ اس بندہ کے حق میں تمہارا کیا ایمان ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ صورت پیش آتی ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ جو لوگ آپ کی ظاہرا حیاتی میں فوت ہوتے تھے۔ کیا اِن پر یہ سوال نہیں ہوتا تھا۔ مذکورہ بالا حدیث میں آپ کا ہر قبر میں جانا سمجھ لیا جا سکتا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ جیسے ایک وقت میں فرشتے یعنی منکر نکیر ہر قبر میں ہر جگہ جا سکتے ہیں۔ اسی طرح صورت مثالی بطریق اولیٰ جا سکتی ہے

انتہائے کمال ولائت کی حقیقت

میاں محمد عثمان صاحب آپ کے بہت ارادت مند تھے۔ اور آپ سے بہت کچھ استفادہ حاصل کر چکے تھے۔ اِن دنوں میں ایک بزرگ قصور تشریف لائے۔ جنہیں کہیّاں والے کہتے تھے۔ چند مرید بھی ان کے ہمراہ تھے حلقہ باندھ کر ذکرِ جہر کرایا کرتے تھے۔ میاں محمد عثمان کے دل میں خیال گذرا۔ کہ بہتر ہوتا۔ اگر مَیں اِن کا مُرید ہوتا۔ چند یوم بعد حضرتِ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیطرف سے ایک خط محمد عثمان کی طرف آیا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ وضو کر کے حضرت عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پاس جاکر بیٹھو۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا چنانچہ اسی مضمون کے دو خطوط آپ کی طرف سے اور موصول ہوئے۔ تیسرے خط کے آنے پر میاں محمد عثمان بندہ کو ہمراہ لیکر حضرت عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا۔ بندہ تو مسجد میں رہا۔ اور وہ خود مزار مبارک پر گیا۔ جب وہ خانقاہ سے باہر نکلا تو حیران تھا۔ بندہ سے ذکر کیا۔ کہ وہ جو کہیّاں والے بزرگ آئے تھے۔ مجھے خیال گذرا تھا۔ کہ مَیں اِن کی بیعت کرتا۔ تو اچھا تھا لیکن اب جب میں اندر مزار پر جاکر بیٹھا۔ غنیبت ہو گئی۔ دیکھتا کیا ہوں۔ کہ حضرتِ عبدالخالق صاحب اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہما ایک ہی پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔ اور کہیّاں والے بزرگ پائنتی کیطرف دُور بیٹھے ہیں۔ اور حضرت عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے جھڑک